حضرت امِ ایمنؓ

(۱)

جناب رسالت مآب ﷺ رحمۃ للعٰلمین تھے۔ آپؐ عرب کی اسلامی مملکت کے سربراہ بھی تھے اور خیر الخلائق بھی۔ حضورؐ کا سحابِ جود و کرم خلقِ خدا پر مسلسل برستا رہتا تھا۔ کوئی سائل آپ کے در پر آئے اور خالی ہاتھ پلٹ جائے، یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ بیکس اور نادار آتے تھے اور بے احتیاج ہو کر لوٹتے تھے۔ ایک دن گہرے سانولے رنگ کی ایک خاتون، جن کے چہرے پر کچھ عجیب قسم کا جلال اور رونق تھی، بڑے وقار کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں۔ انھیں دیکھتے ہی حضورؐ "امی امی" فرماتے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو گئے اور بڑی عزت اور احترام کے ساتھ انھیں بٹھایا، پھر آپؐ نے ان سے پوچھا "امی آج کیسے تکلیف فرمائی۔"

خاتون: یا رسول اللہ مجھے ایک اونٹ کی ضرورت ہے یہی مانگنے آئی ہوں۔

رسولِ اکرمؐ: اونٹ کا آپ کیا کریں گی؟

خاتون: یا رسول اللہ، آج کل ہمارے ہاں سواری کا کوئی جانور نہیں ہے۔ نہ گدھا نہ اونٹ، کبھی دُور کا سفر پیش آ جائے تو بڑی دشواری ہوتی ہے۔

رسولِ اکرمؐ: (متبسم ہو کر) اچھا تو اونٹ کا ایک بچہ حاضر کیے دیتا ہوں۔

خاتون: اے ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اونٹ کے بچے کو میں کیا کروں گی، مجھے تو اونٹ چاہیے اونٹ۔

رسولِ اکرمؐ: میں تو آپ کو اونٹ کا بچہ ہی دوں گا۔

خاتون: اونٹ کا بچہ بھلا میرے کس کام کا؟ وہ تو میرا بوجھ بھی نہیں سہار سکے گا۔ مجھے تو اونٹ عطا فرمایئے۔

رسول اکرمؐ: ''آپ کو اونٹ کا بچہ ہی ملے گا اور میں اسی پر آپ کو سوار کراؤں گا۔''

یہ فرما کر حضورؐ نے ایک خادم کو اشارہ فرمایا۔ وہ تھوڑی دیر میں ایک جوان فربہ اونٹ لے آئے اور اس کی مہار سائل خاتون کو تھما دی۔

حضورؐ نے فرمایا، ''امی ذرا دیکھیے تو، یہ اونٹ ہی کا بچہ ہے یا کچھ اور۔''

اب وہ خاتون حضورؐ کے لطیف مزاح کی تہہ تک پہنچیں، بے اختیار ہنس پڑیں اور دعائیں دینے لگیں۔ حاضرینِ مجلس بھی شگفتہ ہو گئے۔ یہ خاتون جن کی حضورؐ اس قدر تعظیم فرماتے تھے اور کبھی کبھار ان سے اس قسم کا پاکیزہ مزاح بھی فرما لیتے تھے۔ حضرت امِ ایمنؓ تھیں۔

(۲)

حضرت ام ایمنؓ کا نام برکتہ تھا اور عرف امِ الظباء۔ والد کا نام ثعلبہ بن عمرو تھا جو حبش کے رہنے والے تھے۔ وہ مکے میں کب اور کیسے پہنچیں؟ مؤرخین نے اس کے بارے میں تصریح نہیں کی، البتہ یہ بات ثابت ہے کہ وہ رسولِ اکرم ﷺ کی ولادت سے پہلے سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں اور بچپن سے حضورؐ کے والدِ ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ساتھ کنیز کے طور پر رہتی تھیں۔ جب حضرت عبداللہ نے وفات پائی تو وہ حضورؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی خدمت کرنے لگیں۔ سرورِ عالمؐ کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت آمنہ کی خبر گیری اور خدمت پر وہی مامور تھیں۔ حضورؐ نے پانچ یا چھ برس تک حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں پرورش پائی۔ اس کے بعد حضرت حلیمہؓ نے آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصے بعد حضرت آمنہ ننھے حضورؐ اور حضرت امِ ایمنؓ کے ہم راہ یثرب (مدینہ منورہ) تشریف لے گئیں۔ گویا سرزمینِ یثرب آقائے دوجہاںؐ کے قدومِ میمنت لزوم سے پہلی مرتبہ اس وقت مشرف ہوئی جب آپؐ کی عمر صرف چھ برس کی تھی۔ یثرب میں حضرت آمنہ خاندان بنونجار کے ہاں مقیم ہوئیں، جو حضورؐ کے دادا کا ننہال تھا۔ انھوں نے یثرب میں کم و بیش ایک مہینہ قیام کیا اور پھر ننھے حضورؐ اور امِ ایمنؓ کے ساتھ مکہ معظمہ کو مراجعت کی۔ جب ابواء کے مقام پر جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان

ہے، پہنچیں تو یک بیک علیل ہو کر پیکِ اجل کو لبیک کہا۔ دشتِ غربت میں حضرت آمنہؓ کی اچانک موت سے ننھے حضورؐ اور ام ایمنؓ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ لیکن ام ایمنؓ نے بڑے ضبط اور حوصلے سے کام لیا۔ انھوں نے کمر ہمت باندھ کر حضرت آمنہ کو وہیں سپردِ خاک کیا اور حضورؐ کو انتہائی شفقت کے ساتھ اپنے ہمراہ لے کر بادیدۂ گریاں مکہ مکرمہ پہنچیں جہاں عبدالمطلب نے آمنہ کے دریتیمؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور ام ایمنؓ کو حضورؐ کی پرورش اور پرداخت پر مامور کر دیا۔

علامہ ابنِ سعد کا بیان ہے کہ حضرت آمنہ اور ننھے حضورؐ کے ساتھ اپنے قیامِ یثرب کی ایک خاص بات حضرت ام ایمنؓ کو مدت العمر یاد رہی۔ وہ فرماتی تھیں کہ:

> ''قیامِ یثرب کے دوران میں یہود کی ایک جماعت کے لوگ آ آ کر (ننھے) حضورؐ کو دیکھا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے سنا کہ یہ لڑکا نبی آخرالزماں معلوم ہوتا ہے اور یہی شہر اس کا دارِ ہجرت ہے۔ اس یہودی کی یہ بات میرے دل پر نقش ہو گئی۔''

(۳)

سرورِ عالم ﷺ جوان ہوئے تو ام ایمنؓ وراثتاً (بہ طور کنیز) حضورؐ کے حصے میں آئیں لیکن آپؐ نے انھیں آزاد کر دیا۔

حضرت ام ایمنؓ کا پہلا نکاح عبید بن زید سے ہوا۔ مولانا سعید انصاری نے ''سیر الصحابیات'' میں لکھا ہے کہ عبید یثرب کے خاندان حارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے لیکن ابنِ سعد اور ابنِ مندہ نے ان کا نسب نامہ اس طرح لکھا ہے:

عبید بن زید بن عمرو بن بلال بن ابی الحرباء بن قیس بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج۔

اس نسب نامہ کی رو سے وہ خاندانِ عوف بن خزرج کے فرد ٹھہرتے ہیں۔ اسے خاندانی حبلی بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ حبلی سالم بن غنم کا لقب تھا اور اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس کا پیٹ بہت بڑا تھا۔ یثرب میں یہ خاندان بہت معزز مانا جاتا تھا۔ مشہور منافق عبداللہ بن ابی اسی خاندان سے تھا۔

عبید زمانۂ جاہلیت میں یثرب سے مکہ آکر مقیم ہو گئے تھے یہیں ان کا نکاح ام ایمنؓ سے ہوا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی بعثت کے بعد وہ حضرت ام ایمنؓ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے کیوں کہ بعض روایتوں میں ان کو صحابی اور انصاری بھی لکھا گیا ہے۔ نکاح کے کچھ عرصے بعد عبید ام ایمنؓ کو ساتھ لے کر یثرب چلے گئے۔ وہیں ان کے صلب سے مشہور صحابی حضرت ایمنؓ پیدا ہوئے۔ عبید بیٹے کی ولادت کے بعد زیادہ عرصے زندہ نہ رہے اور انھوں نے ہجرتِ نبوی سے کئی سال قبل یثرب میں ہی وفات پائی۔

نیاز فتح پوری نے اپنی کتاب ''صحابیات'' میں لکھا ہے کہ ''عبید نے جنگِ حنین میں شہادت پائی'' یہ بالکل غلط ہے۔ نیاز صاحب کو کسی وجہ سے تسامح ہوا۔ تمام کتبِ سیَر سے عبید کا ہجرتِ نبوی سے قبل وفات پانا ثابت ہے۔ اختلاف کی گنجائش اگر کسی بات میں ہے تو وہ یہ ہے کہ وفات کے وقت عبید مکّہ میں تھے یا یثرب میں بہر صورت عبید کی وفات کے بعد حضرت ام ایمنؓ اپنے خود دو سال کے فرزند ایمنؓ کو ساتھ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے ان کی ہر طرح سے دل جوئی فرمائی ایک دن صحابہ کے مجمع میں ارشاد فرمایا:

''اگر کوئی شخص جنت کی عورت سے عقد کرنا چاہے تو وہ ام ایمنؓ سے نکاح کرے۔''

حضورؐ کا ارشاد سن کر آپؐ کے محبوبِ خاص حضرت زید بن حارثہؓ نے حضرت ام ایمنؓ سے نکاح کر لیا۔ ۷ بعثت میں حضرت ام ایمنؓ کے بطن سے حضرت اسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے۔ اپنے والد کی طرح انھیں بھی حِبُّ النبی بننے کا شرف حاصل ہوا۔

(۴)

سرورِ عالمؐ کی بعثت کے بعد جن خوش نصیبوں کو قبولِ اسلام میں تقدم کی سعادت نصیب ہوئی، حضرت ام ایمنؓ بھی ان میں شامل تھیں۔ سابقین اوّلین کی اس مقدس جماعت کو جن زہرہ گداز مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا یہ تاریخ کا ایک اندوہناک باب بھی ہے اور عزم و استقامت کی ایک ایمان افروز داستان بھی۔ حضرت ام ایمنؓ اسی داستان کا ایک کردار تھیں۔ کفار کی ایذا رسانیوں سے وہ بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ جب پانی سر سے گزر گیا تو حضورؐ نے ۵ نبوت میں مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ اس سال گیارہ مردوں اور چار خواتین

نے ہجرت کی۔ پھر ۶ نبوت میں ۸۳ مردوں اور ۱۸ خواتین کی ایک جماعت نے حبشہ کی غریب الوطنی اختیار کی۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے مسلمان اِکا دُکا ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت ام ایمنؓ ایسے ہی مہاجرین میں شامل تھیں۔

سرورِ عالمؐ کے ایماء اور اپنے شوہر (حضرت زید بن حارثہؓ) کی اجازت سے وہ بھی حبش چلی گئیں۔ اہلِ سیَر نے ان کی ہجرتِ حبشہ کے زمانے کی تصریح نہیں کی لیکن قیاسِ غالب یہی ہے کہ وہ ۶ بعثت کے بعد حبشہ گئیں اور کئی سال تک وہیں مقیم رہیں یہاں تک کہ ہادیِ اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ حضرت امِ ایمن کو حضورؐ کی ہجرت کی اطلاع ملی تو وہ حبشہ سے مدینہ منورہ آ گئیں گویا اس طرح انھیں دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہو گیا۔ جس زمانے میں وہ مدینہ پہنچیں، غزوۂ بدر گزر چکا تھا۔ غزوۂ احد (۳ ھ) کے وقت اگرچہ وہ کافی معمر تھیں لیکن ان کے دل نے گوارا نہ کیا کہ گھر میں بیٹھی رہیں۔ چناں چہ وہ ان خواتین میں شامل ہو گئیں، جو مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ احد کے بعد وہ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئیں اور یہی خدمت انجام دی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ان کے صاحب زادے ایمنؓ بھی اس جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہوئے اور بڑی بہادری سے لڑ کر شہید ہو گئے۔ لیکن اکثر کتبِ سیَر میں شہدائے خیبر کی فہرست میں حضرت ایمنؓ کا نام نہیں ملتا۔ البتہ ابن اسحاق نے انھیں شہدائے حنین میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ان آٹھ صحابہ میں تھے، جو غزوۂ حنین میں شروع سے اخیر تک حضورؐ کے ساتھ میدانِ جنگ میں جمے رہے۔ ان آٹھ میں سے صرف ایمنؓ رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت امِ ایمنؓ نے ان کی شہادت پر بڑے صبر و ضبط سے کام لیا۔ اور ایمنؓ کے فرزند حجاج کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا۔ حجاج بڑے ہو کر فضلائے مدینہ میں شمار ہوئے۔ چند احادیث بھی ان سے مروی ہے۔

جنگِ موتہ میں امِ ایمنؓ کے شوہر حضرت زید بن حارثہؓ نے شہادت پائی تو انھیں بہت صدمہ ہوا تاہم رحمتِ عالمؐ کی سرپرستی اور دل داری نے ان کے غم کو بڑی حد تک ہلکا کر دیا۔ ان کے فرزند حضرت اسامہ بن زیدؓ سے سرورِ عالم ﷺ بڑی محبت فرماتے تھے اور وہ "حبِ رسول اللہ"

مشہور تھے۔ حضورؐ کو اپنے متعلقین میں حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے زیادہ کسی سے محبت نہ تھی، لیکن آپ بعض دفعہ اس محبت میں حضرت اسامہؓ کو بھی شریک فرما لیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضورؐ ایک زانو پر حسنؓ اور دوسرے پر اسامہؓ کو بٹھاتے اور پھر فرماتے:

''خدایا میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اس لیے تو بھی ان سے محبت فرما۔''

حضرت اسامہؓ سے حضورؐ کی غیر معمولی محبت دیکھ کر بعض لوگ ان سے حسد کرنے لگے اور انھوں نے مشہور کر دیا کہ اسامہ زیدؓ کے صلب ہی سے نہیں (یہ جنگِ موتہ سے پہلے کا واقعہ ہے) حاسدوں کی اس شرانگیزی کی زد حضرت امِ ایمنؓ پر بھی پڑتی تھی۔ حضورؐ کے سمعِ اقدس تک یہ بات پہنچی تو آپ سخت آزردہ خاطر ہوئے۔ اسی زمانے میں اتفاق سے ایک دن عرب کا مشہور قیافہ شناس مجرز مدلجی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت اسامہؓ اپنے والد زیدؓ کے ساتھ سر سے پاؤں تک ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ باپ اور بیٹے دونوں کے صرف پاؤں چادر سے باہر تھے۔ حضورؐ نے مجرز سے فرمایا: ''ذرا بتاؤ تو ان پاؤں کا آپس میں کیا تعلق ہے؟'' مجرز نے پاؤں پر نظر ڈالی اور عرض کی ''یہ باپ اور بیٹا ہیں'' اس کا جواب سن کر حضورؐ کو بڑی مسرت ہوئی اور حاسدین کی زبان ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی۔

۱۱ھ میں حضورؐ نے جنگِ موتہ کا بدلہ لینے کے لیے ایک لشکر تیار فرمایا، جس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زیدؓ اور کئی دوسرے جلیل القدر صحابہ شامل تھے لیکن ذاتِ رسالت مآب ﷺ نے اس لشکر کی قیادت پر نوجوان اسامہ بن زیدؓ کو مقرر فرمایا۔ اس وقت حضورؐ کی علالت کا آغاز ہو چکا تھا تاہم آپؐ نے اس لشکر کو کوچ کا حکم دیا اس نے مدینہ سے چل کر جرف کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اسی دوران میں حضورؐ کی علالت شدید سے شدید تر ہو گئی۔ حضرت امِ ایمنؓ خاندانِ ہاشمی کے بہت سے مرد اور عورتوں کا وقت آخر دیکھ چکی تھیں۔ حضورؐ کی بیماری میں کچھ ایسی علامات پائیں کہ انھیں یقین ہو گیا کہ اب حضورؐ اس دارِ فانی سے رخصت ہو رہے ہیں۔ فوراً حضرت اُسامہ کے پیچھے آدمی دوڑایا کہ حضورؐ ہمیں داغِ مفارقت دے رہے ہیں فوراً مدینہ آؤ، چناں چہ حضرت اسامہؓ بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کے ہم راہ فوراً جرف سے مدینہ واپس آ گئے اور حضورؐ کے وصال کے بعد آپؐ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے۔

حضرت امِ ایمنؓ کو حضورؐ کی رحلت سے سخت صدمہ پہنچا۔ فرطِ الم سے نڈھال ہو گئیں ان کا رونا تھمتا ہی نہیں تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور تسلّی دیتے ہوئے فرمایا: ''رسولِ اکرمؐ کے لیے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے۔'' حضرت ام ایمنؓ نے جواب دیا۔ ''یہ تو مجھے معلوم ہے۔ روتی میں اس لیے ہوں کہ اب وحی الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔'' یہ سن کر حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ پر رقّت طاری ہو گئی اور دونوں رونے لگے۔

یہ روایت صحیح مسلم کی ہے۔ طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ لوگوں نے حضرت امِ ایمنؓ کو سمجھایا تو کہنے لگیں۔ ''یہ تو میں جانتی تھی کہ رسول اللہؐ سے مفارقت ہو گی لیکن رونا مجھے اس بات پر آتا ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔''

(۵)

حضرت امِ ایمنؓ نے نہ صرف حضورؐ کو گودوں کھلایا تھا اور آپؐ کی پرورش کی تھی بلکہ آپؐ کے والد، والدہ، دادا اور دوسرے بزرگوں کی آنکھیں بھی دیکھی تھیں، اس لیے حضورؐ ان کی بے حد تعظیم فرمایا کرتے تھے اور اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے ''میری والدہ کے بعد امِ ایمن میری ماں ہیں۔'' چناں چہ حضورؐ انھیں ''امی'' کہہ کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپؐ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے ''ھذا بقیۃ اھل بیتی'' حضرت امِ ایمنؓ کو بھی حضورؐ پر بڑا ناز تھا۔ ایک دفعہ آپؐ ان کے گھر تشریف لے گئے تو انھوں نے آپؐ کی خدمت میں شربت پیش کیا۔ حضورؐ نے اس کے پینے میں (کسی وجہ سے) عذر کیا (غالباً آپؐ روزہ سے تھے جس کا اظہار نہ فرمایا) اس پر امِ ایمنؓ نے خفگی کا اظہار کیا۔ تاہم حضورؐ نے ان کی باتوں کا مطلق برا نہ مانا۔ حضورؐ کے پاس انصار کے دیے ہوئے بہت سے نخلستان تھے۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر غلبہ حاصل ہوا تو حضورؐ نے انصار کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کیے ان میں سے کچھ نخلستان حضرت انس بن مالکؓ کے بھی تھے، جو حضورؐ نے امِ ایمنؓ کو عطا کر دیے تھے۔ جب حضورؐ نے یہ نخلستان حضرت انسؓ کو واپس لوٹائے اور وہ ان کا قبضہ لینے گئے تو حضرت ام ایمنؓ ان کے واپس دینے میں متردّد ہوئیں۔ حضورؐ کو اطلاع ملی تو آپؐ نے ان باغات سے دس گنا زیادہ عطا فرما کر امِ ایمنؓ کو راضی کر دیا۔

(۶)

علامہ ابنِ اثیرؒ نے اُسدُ الغابہ میں لکھا ہے کہ حضرت امِ ایمنؓ نے رسولِ اکرم ﷺ کی رحلت کے پانچ چھ ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی لیکن دوسری مستند روایتوں سے اس روایت کی تائید نہیں ہوتی۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے ''اِصابہ'' میں لکھا ہے کہ ۲۴ھ میں حضرت عمر فاروقؓ نے شہادت پائی تو امِ ایمنؓ کو بہت صدمہ ہوا۔ روتی تھیں اور کہتی تھیں ''آج اسلام کم زور پڑ گیا۔'' صاحبِ طبقات علامہ ابنِ سعد کا بیان ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہدِ خلافت میں کھجور کے درختوں کی قیمت بہت بڑھ گئی تھی یہاں تک کہ ایک درخت ایک ہزار پر اٹھتا تھا اسی زمانے میں ایک دن حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک درخت کی پیڑھی کھوکھلی کر کے اس کا مغز نکالا۔ لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''یہ آپ کیا کر رہے ہیں کہ اتنے قیمتی درخت کو ضائع کرتے ہیں۔'' حضرت اسامہؓ نے جواب دیا:

''میری ماں نے اس کی فرمائش کی تھی اور وہ جس چیز کا حکم دیتی ہیں میں اس کی تعمیل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔''

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امِ ایمنؓ، حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت تک زندہ تھیں اور صحیح یہی ہے کہ انھیں کے دورِ خلافت میں انھوں نے بڑی طویل عمر کے بعد وفات پائی، ان سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔ راویوں میں حضرت انس بن مالکؓ، حنش بن عبداللہ اور ابو یزید مدنیؒ شامل ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا